احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون ۴۲۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
جلد ۷۸/۴۳ | ہفتہ ۶ ذوالحجہ ۱۴۱۳ھ، ۲۹ ہجرت ۱۳۷۲ ہش، ۲۹ مئی ۱۹۹۳ء | نمبر ۱۲۲

بغیر کوشش کے کوئی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی

کوئی ایسی چیز نہیں جو محنت کے بغیر حاصل ہو۔ پانی اور کھانے پینے سے لے کر بڑی سے بڑی حکومت تک کے تمام مقاصد ایسے ہیں جو محنت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے۔ پھر کون نادان ہے جو یہ کہے یا سمجھے کہ خدا تعالیٰ سے تعلق گھر بیٹھے بغیر محنت اور کوشش کے ہو جاتے جبکہ علم دولت۔ عہدہ۔ رتبہ۔ روٹی پانی خود بخود حاصل نہیں ہو جاتے۔ بلکہ ان کے لئے محنت کرنی پڑتی ہے۔ تو پھر خدا تعالیٰ سے تعلق کس طرح بغیر کوشش کے ہو سکتا ہے۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ۔ الثانی)

ارشادات حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"دیکھو ایک کسان کس محنت اور جانفشانی سے قلبہ رانی کر کے زمین کو درست کرتا، پھر تخم ریزی کرتا، آبپاشی کی مشکلات جھیلتا ہے۔ آخر جب طرح طرح کی مشکلات، محنتوں اور حفاظتوں کے بعد کھیتی تیار ہوتی ہے تو بعض اوقات خدا تعالیٰ کی باریک در باریک حکمتوں سے ژالہ باری ہو جاتی یا کبھی خشک سالی ہی کی وجہ سے کھیتی تباہ و برباد ہو جاتی ہے۔ غرض یہ ایک مثال ہے ان مشکلات کی جن کا نام تکالیفِ قضا و قدر ہے۔ ایسی حالت میں (ـــ) جو پاک تعلیم دی گئی ہے وہ کیسی رضا بالقضاء کا سچا نمونہ اور سبق ہے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صـ ۶۶۲)

خدا تعالیٰ کے ساتھ بیع کی برکت

(اقتباس از خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ۔ الثانی اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے)

"دنیا میں قسم قسم کی بیعیں ہوتی ہیں اور بڑا بیوپار اور تجارت ہو رہی ہوتی ہے یورپ کا سارا زور تجارت پر ہے۔ اس زمانہ میں تجارت کا اتنا زور ہے کہ اس کی وجہ سے بعض مفید اور نیک باتیں دنیا سے مفقود ہیں مثلاً مہمان نوازی۔ یہ ایک اعلیٰ وصف تھا لیکن یورپ میں کوئی کیسا عزیز اور دوست کیوں نہ ہو اسے ہوٹل میں اترنا پڑتا ہے۔ اور کھانے پینے کا بل اس کے سامنے پیش کر دیا اور پیسے وصول کر لئے جاتے ہیں۔

اور اس زمانہ میں ہر ایک ذلیل سے ذلیل چیز کی بھی بیع ہو رہی ہے۔ حیرت کا مقام ہے شہروں میں اب پاخانہ بھی فروخت کیا جاتا ہے۔ اور اس کے علاوہ کوئی ذرہ بھر نفع دینے والی چیز ہو گی اسے فروخت کر دیا جاتا ہے۔

تم یہاں سے چلو گے تو یہیں سے بیع میں لگ جاؤ گے۔ یکہ والے سے بیع۔ ریل میں۔ پھر سٹیشنوں پر جا کر مختلف قسم کی بیعیں ہوں گی۔ برف۔ مٹھائی۔ مختلف قسم کے میوے اور مختلف قسم کی اور چیزیں ہوں گی جن کی تم بیع کرو گے۔ لیکن یہ وقتی بیعیں ہوں گی۔ یہ سب چیزیں جو تم لو گے کچھ تو گھر پہنچتے پہنچتے تمہارا جزو بدن ہو چکی ہوں گی۔ کچھ فضلہ بن کر تم سے الگ ہوں گی۔ پھر جو چیزیں تم گھروں میں لے جاؤ گے وہ تم اپنے بھائیوں اور عزیزوں کو دو گے بچوں کو دو گے وہ بھی انہیں کھا کر ختم کر دیں گے۔ لوگ بھاگے بھاگے ادھر سے ادھر پھرتے ہوں گے۔ ان کی غرض یہ ہے کہ ان کی چیزیں بک جائیں اور وہ اس کے بدلے میں پیسے لیں۔ وہ چیزیں بھی پھر تمہارے پاس نہ رہیں گی بلکہ تمہارا جزو بدن ہوں گی۔ یہ تو ہیں وقتی بیعیں جو فنا ہونے والی اور محدود ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ایک بیع بتلاتا ہے اور وہ یہ ہے (ـ) خدا فرماتا ہے ہم تم سے ایک بیع کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ تم ہمارے پاس اپنے نفس اور اموال بیچ دو اور تمہیں اس کے بدلے میں ہم ایک کبھی نہ ختم ہونے والی چیز دیتے ہیں۔ دنیا کی خرید و فروخت کی چیز زیادہ سے زیادہ کچھ ساون تک جائے گی۔ لیکن ہم جو چیز دیتے ہیں وہ کبھی ختم نہ ہو گی اور اس کے بدلہ میں آرام اور سکھ تم کو ملے گا۔"

(از خطبہ فرمودہ ۱۷ جولائی ۱۹۱۴ء)

جو شخص بخل کرتا ہے۔ خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتا۔ اس کے بخل کے بد نتائج اس کو ہی بھگتنے پڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے مال سے بعض دفعہ برکت چھین لیتا ہے۔

درخواست دعا

مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب تحریر کرتے ہیں کہ:-

برادرم مکرم میجر راجہ عبدالحمید صاحب سابق مربی انگلستان، امریکہ و جاپان اچانک دماغ میں CLOT آنے سے کل ۲۵ مئی ۹۳ء کو گر گئے تھے اور اس وقت فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ آکسیجن لگانے سے بفضلہ تعالیٰ افاقہ ہے تاہم ابھی بیماری فکرمندی والی ہے۔ بخار بھی ہے اور گھبراہٹ اور بے چینی ہے۔ دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

ولادت

مکرم منظور احمد درانی صاحب مربی سلسلہ احمدیہ ممباسہ (کینیا) کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ۱۸ مئی ۹۳ء کو لڑکا عطا کیا ہے۔ بچے کا نام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جری اللہ منظور عطا فرمایا ہے۔ نومولود وقفِ نو میں شامل ہے۔ بچہ مکرم محمد شریف درانی معلم وقفِ جدید کا پوتا ہے۔

احباب نومولود کی درازیٔ عمر اور خادمِ دین ہونے کے لئے دعا کریں۔

نمایاں کامیابی

مکرم منیر احمد صاحب سنوری علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کا بیٹا عزیز مبشر احمد سنوری سینٹ سٹیفن کیمبرج سکول لاہور جماعت پنجم میں ۸۰۰ میں سے ۷۰۶ نمبر لے کر اپنی کلاس میں اوّل آیا ہے۔ اسکے علاوہ عزیز نے جماعت اوّل سے سوئم تک اوّل اور چہارم میں اپنی کلاس میں دوسری پوزیشن حاصل کی ہے۔

احباب دعا کریں کہ یہ کامیابی مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی ۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۹۔ ہجرت ۱۳۷۲ ہش ۔ ۲۹۔ مئی ۱۹۹۳ء

مخلصانہ کوشش

بعض اوقات تو آنکھ جھپکنے میں کامیابی حاصل ہو جاتی ہے ۔ اِدھر کسی کام کا خیال آیا اور اس کے لئے کوشش شروع کی اور اُدھر انسان کامیاب ہو گیا۔ لیکن بعض اوقات خاصی کوشش کرنی پڑتی ہے ۔ شروع میں ناکامی کا بھی منہ دیکھنا پڑتا ہے لیکن آخر کار کامیابی حاصل ہو جاتی ہے اور جب ناکامی ہوتی ہے تو خود بھی خیال آتا ہے اور اِرد گرد کے لوگ بھی کہتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے پوری طرح کوشش نہیں کی ۔ اور پھر مطالبہ ہوتا ہے ۔ یا تقاضا ہوتا ہے ۔ کہ پوری طرح زور لگا دو۔

ہمارے خیال میں کامیابی اور ناکامی کے سلسلہ میں یہ بات اہمیت رکھتی ہے کہ کام کیا ہے ۔ کام چھوٹا سا ہو تو کامیابی جلد حاصل ہو جاتی ہے ۔ زیادہ کوشش نہیں کرنی پڑتی ۔ لیکن کام بڑا ہو تو زیادہ کوشش کرنی پڑتی ہے ۔ زیادہ لگن کے ساتھ کام کرنا پڑتا ہے ۔ اور کام جتنا بڑا ہو اور اہم ہو اتنی ہی زیادہ کوشش درکار ہوتی ہے ۔

سب سے بڑا اور سب سے اہم کام خدا تک پہنچنا ہے ۔ اگرچہ وہ خود بلاتا ہے اور منزل کی راہ دکھاتا ہے ۔ لیکن کوشش جو انسان کا فرض ہے اس کی بھی ضرورت ہوتی ہے ۔ اور اس بڑے کام کے لئے بہت زیادہ کوشش کی ضرورت ہے ۔ اس زیادہ کوشش میں خلوص کا بھی دخل ہے ۔ دنیا کے بعض کام تو شائد خلوص کے بغیر کوشش کرنے سے بھی ہو جاتے ہوں ۔ اور یقیناً ہو جاتے ہیں لیکن جہاں تک اللہ تعالیٰ کے حصول اور اس تک پہنچنے کا تعلق ہے اس میں نہ صرف کوشش بلکہ مخلصانہ کوشش کی ضرورت پڑتی ہے ۔ اگر کوشش ہو لیکن مخلصانہ کوشش نہ ہو تو اسے ریا کے نام سے بھی منسوب کیا جا سکتا ہے ۔ اور ریا کا کیڑا ساری کوشش کو نادیدہ طور پر نقصان پہنچاتا ہے اور اسے بیکار کر دیتا ہے ۔

گویا کہ خدا تعالیٰ کے حصول کیلئے نہ صرف کوشش ۔ بلکہ بہت کوشش کی ضرورت ہے ۔ بلکہ اور یہ بلکہ پہلے سے بھی زیادہ اہم ہے کوشش کو مخلصانہ بنانے کی ضرورت ہے اسے ریا سے پاک رکھنے کی ضرورت ۔ خدا کا حصول کسی اور شخص کے لئے تو نہیں ہوتا اپنے لئے ہوتا ہے ۔ پھر اسے دکھاوا کیوں بنایا جائے ۔ ریا کا عنصر کیوں داخل ہونے دیا جائے ۔

الغرض خدا کے حصول کے لئے بہت زیادہ کوشش کی ضرورت ہے ۔ اور اس کوشش کو بے ریا رکھنا اس ضرورت کا لازمی تقاضا ہے ۔

آپ مجھ سے بڑے سہی لیکن
آپ کا دل تو مجھ سے چھوٹا ہے
میری ہر بات ہے دلیلِ سخن
آپ کا قول و فعل کھوٹا ہے

ابوالاقبال

مَیں چاہتا ہوں کُھل کے کروں حالِ دل بیاں
کرتا ہوں اُن سے بات تو چلتی نہیں زباں

رکھّا ہے دوستی کا بھرم مَیں نے عُمر بھر
ہے دوستوں کے زعم میں کارِ وفا' زیاں

میری گلی میں بھی مجھے کرتے رہے تلاش
میرے مکاں کو کہہ نہ سکے تم مِرا مکاں

شہروں کی بات اور ہے صحرا کی اور بات
مَیں گھوم پھر کے دیکھ چکا ہوں یہاں وہاں

تم آؤ تم کو روکنے والا ہے کون شخص
ناموسِ اہلِ ملک کے تم تو ہو پاسباں

لہروں سے دوستی ہے تو طوفاں سے پیار کر
منجدھار سے نہ ڈر کہ یہ ہے حُسنِ امتحاں

مَیں بھی صلیب اُٹھا کے کہیں جا رہا تو ہوں
لوگوں کو کیا بتاؤں کہ جاؤں گا مَیں کہاں

وہ دیکھتا ہے مجھ کو تو یہ کیا کمال ہے
مَیں اسکو دیکھ پاؤں تو ہے معجزہ کی جاں

ہوتا نہ مَیں نسیم تو کھُلتی نہ کوئی بات
مَیں ہوں تو مجھ پہ فاش ہُوا رازِ کُن فکاں

نسیم سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی اللہ ہمیشہ آپ سے راضی رہے

تلقینِ عمل

حقیقی تعاون کے لئے اشد ضروری ہے کہ انسان شخصی آزادی کو قربان کر دے دو شخص اکٹھے چل رہے ہیں۔ ایک تیز چلنے والا ہے اور دوسرا کمزور۔ اب دونوں کے اکٹھا چلنے کی صورت یہی ہو سکتی ہے کہ تیز چلنے والا اپنی رفتار کو کم کر دے اور آہستہ چلنے لگے کیونکہ کمزور تو تیز نہیں چل سکتا۔ ایک بوڑھا جو لاٹھی ٹیک کر چلتا ہے اور ایک تیز چلنے والا نوجوان اکٹھے چلیں اور بوڑھا یہ امید رکھے کہ نوجوان آہستہ چلے اور نوجوان یہ کہ بوڑھا تیز چلے تا دونوں اکٹھے چل سکیں تو تم سمجھ سکتے ہو کہ دونوں میں سے کس کی امید جائز سمجھی جائے گی۔ یقیناً بوڑھے کی۔ کیونکہ بوڑھا اگر کوشش بھی کرے تو بھی تیز نہیں چل سکتا۔ لیکن نوجوان آہستہ چل سکتا ہے اور اگر چاہے تو اپنی رفتار کو سست کر کے بوڑھے کو ساتھ لے جا سکتا ہے اور اس لئے دونوں میں سے وہی مطالبہ صحیح ہو سکتا ہے جو ممکن ہے۔ نوجوان اگر یہ مطالبہ کرے کہ بوڑھا تیز چل کر اس کے ساتھ چلے تو اس کا یہ مطالبہ بیوقوفی کا مطالبہ سمجھا جائے گا۔ کیونکہ تیز چلنا بوڑھے کے لئے ممکن ہی نہیں۔ ہاں وہ خود تیز چلنے کی طاقت رکھتے ہوئے بھی آہستہ چل سکتا ہے لیکن جب یہ ایسا کرتا ہے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اپنی آزادی پر قید لگاتا ہے خدا تعالیٰ نے اسے طاقت دی ہے کہ چار پانچ میل ایک گھنٹے میں طے کر جائے مگر چونکہ اس کا ساتھی بوڑھا ہے اور پون میل سے زیادہ نہیں چل سکتا اس لئے یہ بھی اپنی رفتار اتنی ہی کر لیتا ہے اور اتنا ہی چلتا ہے اس کا اتنی کم رفتار سے چلنا اس کی اپنی کمزوری کی وجہ سے نہیں بلکہ اس وجہ سے ہے کہ اپنے بوڑھے اور کمزور ساتھی کو بھی ساتھ لے جا سکے اور یہی حقیقی تعاون ہے کہ انسان کو اختیار اور طاقت حاصل ہو، رتبہ حاصل ہو۔ روپیہ موجود ہو مگر وہ ان کے متعلق اپنے اختیارات پر خود قیدیں لگا دے۔ روپیہ خرچ کرنے کے لئے موجود ہو مگر کم خرچ کرے یا اسے دوسروں کے لئے خرچ کرنے لگے۔ موجود ہونے کے باوجود کم خرچ کرنے کی مثال روزہ ہے اور دوسروں کی خاطر خرچ کرنے کی مثال صدقہ ہے۔ روزہ میں کم خرچ کیا جاتا ہے۔ ایک امیر آدمی بھی سب کچھ موجود ہونے کے باوجود اپنی شکل غریبوں کی سی بناتا ہے۔ دراصل سحری کی غرض یہی ہے کہ انسان جو بھی کھاتا ہے چوری چھپے کھاتا ہے اور جب لوگوں کے سامنے آتا ہے تو ایسی حالت میں کہ اس کے چہرہ سے فاقہ کشی اور غربت کے آثار ہویدا ہوتے ہیں اور اس طرح وہ جسے کھانے کو ملتا ہے اور وہ بھی جسے نہیں ملتا سب یکساں نظر آتے ہیں جو کچھ کھانا ہوتا ہے وہ سحری کے وقت ہی کھا لیا جاتا ہے اور ایک دوسرے کے سامنے آنے کے وقت سب کی شکلیں غربت ظاہر کر رہی ہوتی ہیں..... اور اس طرح لباس میں سب تکلفات کوٹ، صدری قمیص، بنیان وغیرہ اڑ گئیں۔ پھر اس چادر کی سلائی کو بھی روک دیا کیونکہ سب فیشن دراصل سلائی سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ صرف ایک کپڑا پہننے کی اجازت ہے اور سب کے لئے یہی حکم ہے اس طرح (مذہبی قانون) نے دونوں رنگ رکھے ہیں۔ کہیں تو کم خرچ کرنے کو کہا ہے اور کہیں دوسروں کے لئے خرچ کرنے کا حکم دیا ہے۔ روپیہ موجود ہے مگر انسان اس کا استعمال نہیں کر سکتا اس لئے کہ اپنے غریب یا نادار بھائی کے مشابہ نظر آ سکے یا چیز موجود ہے مگر اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ دوسرے کو دے دو اور اسی کا نام ملی روح ہے۔ یعنی اپنی طاقتوں کو اور ذرائع کو مقید اور محدود کر دیا جائے اور اس ملی روح کے کمال کا نقطہ یہ ہے کہ انسان کے اندر یہ بات پیدا ہو جائے کہ جہاں میری ذات کا مفاد میری قوم کے مفاد سے ٹکرائے وہاں قومی مفاد کو مقدم کروں گا اور اپنی ذات کو نظر انداز کر دوں گا اور جب کسی جماعت میں یہ بات پیدا ہو جائے تو وہ کسی سے ہارتی نہیں۔

مذہبی جماعتوں میں تو یہ روح بہت بڑی ہوتی ہے حقیقت یہ ہے کہ دنیوی قوموں میں بھی جب یہ بات پیدا ہو جاتی ہے تو وہ بہت ترقی کر جاتی ہیں۔ آج کل دیکھ لو انگلستان میں بھی اور ہندوستان میں بھی یہ موضوع زیر بحث آتا رہتا ہے کہ عورت کا کام کیا ہے۔ بڑے بڑے لوگ ہمیشہ اس پر اظہار خیال کرتے رہتے ہیں۔ مگر کیا مجال جو کوئی یہ کہنے کی جرأت کر سکے کہ عورت کا کام یہ ہے کہ وہ گھر کی چار دیواری میں بیٹھے۔ اگر کوئی شخص ایسی بات کہہ دے تو ایک طرف عورتیں اس کے پیچھے پڑ جائیں گی کہ یہ ہماری آزادی کا دشمن ہے اور دوسری طرف اخبارات میں مرد اسے غیر مہذب اور غیر متمدن کہیں گے۔ لیکن جرمنی میں ہٹلر نے کہہ دیا کہ عورت کا کام یہ ہے کہ اپنے گھر میں بیٹھے اور سب نے اسے تسلیم کر لیا جو بات یہاں ہندوستان میں جو ایک غلام ملک ہے کہنے کی کوئی جرأت نہیں کرتا وہ ایک آزاد ملک میں کہی گئی اور سب نے اسے بلا چون و چرا تسلیم کر لیا۔ حالانکہ یہ ایسا سوال ہے کہ یورپ میں اس کا سمجھنا بالکل ناممکن ہے کہ عورت گھر میں کس طرح رہ سکتی ہے۔ مگر ہٹلر نے جو حکم دیا اسے سب نے تسلیم کیا اور عمل کیا۔ اگرچہ کوئی ایسا طبقہ ہو سکتا ہے جو دل سے اس خیال کے ساتھ متفق نہ ہو مگر یہ جرأت کسی کو نہیں ہوئی کہ مقابلہ پر آئے یہاں بڑے بڑے شہروں مثلاً لاہور، دہلی، شملہ میں آئے دن عورت مرد کی مساوات کا شور رہتا ہے۔ مساوات کے یوں تو سب ہی قائل ہیں مگر یہ کوئی نہیں دیکھتا کہ مساوات ہے کس معاملہ میں۔ حضرت امام جماعت اوّل سنایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ جموں میں ایک جج اسی موضوع پر ان سے بحث کرنے لگا کہ مرد و عورت میں مساوات ہونی ضروری ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پچھلی مرتبہ آپ کی بیوی کے لڑکا ہوا تھا اب کے آپ کے ہونا چاہیئے۔ یہ جواب سن کر وہ کہنے لگا کہ میں نے سنا ہوا تھا مولوی بدتہذیب ہوتے ہیں مگر میں آپ کو ایسا نہ سمجھتا تھا۔ لیکن اب معلوم ہوا کہ آپ بھی ایسے ہی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس میں بدتہذیبی کی کوئی بات نہیں۔ میں نے تو ایک مثال دی تھی اور آپ کو بتایا تھا کہ جب فطرت نے دونوں کو الگ الگ کاموں کے لئے پیدا کیا ہے تو اس مساوات کے شور سے کیا فائدہ۔ تھی تو یہ سچائی مگر ایسے ننگے طور پر پیش کی گئی کہ اسے بُری لگی اور شاید اس کے حالات کے لحاظ سے حضرت امام جماعت الاوّل کے لئے اس کے سوا چارہ نہ ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ مساوات بیشک ہے مگر دونوں کے کام الگ الگ ہیں اس بات کو پیش کرنے کی کسی کو جرأت نہیں ہوتی کیونکہ قومی روح موجود نہیں۔ ہر شخص اپنی ذات کو دیکھتا ہے۔ اگر عورتوں کے لئے یہ قربانی ہے کہ وہ گھروں میں رہیں تو مرد کے لئے بھی اس کے مقابلہ میں یہ بات ہے کہ میدان جنگ میں جا کر سر کٹوائے لیکن چونکہ قومی اور ملی روح موجود نہیں اس لئے ان باتوں کو پیش کرنے کی کوئی جرأت نہیں کرتا۔

پس خدام الاحمدیہ اس بات کو اپنے پروگرام میں خاص طور پر ملحوظ رکھیں کہ قومی اور ملی روح کا پیدا کرنا نہایت ضروری ہے۔ اصولی طور پر ہر ایک سے یہ اقرار لیا جائے اور اسے بار بار دہرایا جائے۔ محض اقرار کافی نہیں ہوتا بلکہ بار بار دہرانا اشد ضروری ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ فروری ۱۹۳۹ء)

شذرات

ٹی بی

کولوریڈو سکول برائے میڈیسن کے ایک پروفیسر ڈاکٹر جان شربلا جو ٹی بی کے ماہر بھی ہیں نے کہا ہے کہ دنیا بھر میں ہر سال ۸۰ لاکھ افراد ٹی بی کے مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور تمام بالغ افراد کی ۱۸ فی صد اموات اسی بیماری کے ذریعے ہوتی ہیں۔ ایک سمپوزیم کے موقعہ پر آپ نے کہا۔ یہ سمپوزیم کراچی میں منعقد کیا جا رہا تھا کہ ایسا دنیا کی آبادی کا ۳۰ فیصد اس بیماری کے اثرات کے تحت ہوتا ہے۔ آپ نے متنبہ کیا کہ یہ تعداد ڈرامائی طریق پر بڑھ جائے گی۔ اور اگر موثر اقدام نہ کئے گئے تو اس بیماری میں مبتلا لوگوں کی اکثریت ہلاک ہو جائے گی آپ نے بیماری کے مختلف پہلوؤں پر بات کی اور اسی طرح علاج کے مختلف طریقوں اور مختلف سطحوں کے متعلق بھی اپنے لیکچر میں ذکر کیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ اگر مریض اور معالج دونوں بیماری کی طرف سے غفلت برتیں تو کہا جا سکتا ہے کہ یہی ایک بات اکثریت کی ہلاکت کا باعث بن جاتی ہے یا کم از کم بیماری بار بار عود کرنے لگتی ہے۔

جہاں تک موثر علاج کا تعلق ہے یہ نہایت ضروری ہے کہ اس سلسلے میں تلاش جاری رکھی جائے اور جتنے عرصے کے لئے علاج ضروری ہو علاج کروایا جائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ علاج کروانا شروع کرتے ہیں۔ اور بیچ ہی میں چھوڑ دیتے ہیں ان میں نئے سرے سے بیماری کی شدت کا علاج

باقی ص ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمد سعید احمد

لاہور میں شعبۂ وقفِ نو کی کارکردگی

تحریک جدید کی وکالت وقف نو کے نزدیک وقف نو کی کارکردگی کے لحاظ سے بفضل خدا لاہور اس وقت سرفہرست ہے۔ دعا کریں یہ قدم آگے سے آگے بڑھتا رہے۔

شہری زندگی مصروف زندگی ہے اور بعض اوقات تو ماں اور باپ دونوں بہت مصروف ہوتے ہیں۔ اتنے ڈھیر سارے پروگراموں کے لئے وقت نکال لینا اور اتنی دلچسپی بھی لینا یہ ایک اہم مسئلہ ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ والدین اپنے بیعت کے عہد کو کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گے۔ بخوبی سمجھتے ہیں اس لئے جب بھی ان کو اس طرف بلایا گیا بڑے جذبے شوق اور ولولے کے ساتھ پروگراموں میں شرکت فرماتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ یہ جو حکم ہے کہ امام وقت کے قدموں میں بیٹھ جاؤ وہ ڈھال ہوتا ہے اسی میں کاموں کی کامیابی کا راز ہے۔ یہ تحریک چونکہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہی جاری فرمودہ ہے۔ حضور کی دعائیں ہیں۔ حضور کی توجہ ہے یہ سب اسی کی برکت ہے۔ ہمارا کام صرف اتنا ہے کہ ہم محنت کوشش اور دعاؤں کے ساتھ اس برکت کو اور ان دعاؤں کو اپنے اندر جذب کرنے کی کوشش کریں اور میں سمجھتا ہوں یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اور حضور کی توجہ کی وجہ سے ہے کہ یہ تھوڑا بہت کام جو ہو رہا ہے اس کو مرکز نے قبول فرمایا۔

بڑے شہروں میں فاصلے بھی زیادہ ہوتے ہیں اور رابطے بھی مشکل ہوتے ہیں۔ لاہور ایک بڑا شہر ہے لیکن خدا کے فضل سے وسائل بھی بہت بڑے ہیں۔ کئی ایک والدین ہیں جن کے پاس کاریں ہیں اور دوسری ٹرانسپورٹس ہیں۔ جب بھی کوئی پروگرام ہوتا ہے تو آپس میں وہ حلقے کے لیول پر انتظام کر لیتے ہیں۔ اور وہ اکٹھے آجاتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ ہم نے ایک کلاس لگائی تھی۔ دو مہینے کی واقفین نو کی اور اس میں اس حلقے کے ماں باپ نے باری باری ڈیوٹی دی تھی۔ تین چار دوست کار پر صبح نو بجے ماؤں اور بچوں کو اکٹھا کرتے تھے اور دو گھنٹے کی کلاس کے بعد دوسرا دوست بچوں کو واپس چھوڑنے آتا تھا۔ اس لئے اگر شہر بڑا ہے تو خدا تعالیٰ کے فضل سے وسائل بھی بہت وسیع ہیں۔

ہم نے لاہور کی جماعت کے واقفین نو کا نصاب عمر کے حساب سے تین سے چار سال اور چار سے پانچ سال تک کے لئے تیار کیا تھا جسے دو سال ہو چکے ہیں۔ اب چھ سے سات سال تک کا بھی تیار ہو چکا ہے۔ یہ نصاب ہم نے ہر گھر میں دے دیا ہے۔ لاہور میں کوئی ایسا گھرانہ نہیں جہاں نصاب نہ پہنچ چکا ہے۔

پھر ہر اجلاس میں انفرادی طور پر ہر واقف نو کی سوال و جواب کے ذریعے چیکنگ کرتے ہیں اور جہاں تک کلاسز کا تعلق ہے۔ تین حلقوں میں ہماری کلاسز مہینے مہینے دو دو مہینے کی ہو چکی ہیں۔ کم از کم دو ہفتے کی کلاس ہوتی ہے۔ جس میں پورا نصاب پڑھا کر بچوں کو یاد کروایا جاتا ہے۔ اور پھر والدین سے کہا جاتا ہے کہ وہ اس کو یاد کرواتے رہیں اور ہم چھ چھ مہینے بعد ان حلقوں میں کلاس لگواتے ہیں۔ باقی حلقوں میں بھی ہم کوشش کر رہے ہیں لیکن چونکہ ہمارا معیار پڑھانے والے اور پڑھانے والیوں کا بہت اونچا ہے۔ عام طور پر ہم نے جو بھی پڑھانے کے لئے خواتین لی ہیں وہ جامعہ میں پڑھانے والے اساتذہ یا مربیان کی بچیاں ہیں جن کی بہت اعلیٰ مثالی تربیت ہے اور تعلیم ہے۔ جن کی قرأت اور ساری علمی چیزیں درست ہیں۔ ہم ان کو تعلیم کے لئے مقرر کرتے ہیں۔ ہر ایک کو مقرر نہیں کرتے۔ ایسی استانیاں حاصل کرنے میں دقت تو ہے مگر آہستہ آہستہ نام آ رہے ہیں۔ اور ایسی کلاسوں کا جال سارے لاہور میں اللہ نے چاہا تو ہم پھیلا رہے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے واقفین نو میں جن اچھے اخلاق پیدا کرنے پر زیادہ زور دیا ہے اس کے لئے ہم والدین کو عملی طریق بتاتے ہیں مثلاً بچے میں اگر امام وقت سے محبت پیدا کرنی ہو تو اس کے لئے مختلف طریق تجویز کرتے ہیں۔

یہ صرف امام وقت سے ہی محبت نہیں اور بھی جتنی چیزوں سے متعلق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے مثلاً یہ کہ نماز سے محبت پیدا کریں۔ اسی طرح سچ سے وغیرہ اس کے لئے تفصیلی مطالعہ کر کے ہم نے طریق کار وضع کیا ہوا ہے۔ ہم نے ایکسرسائزز بنائی ہوئی ہیں۔ اور وہ ایکسرسائزز ہم بتاتے ہیں مثلاً امام وقت سے محبت پیدا کرنی ہے تو اس سلسلہ میں ہم نے حضور کی ایک بڑی پیاری تصویر منتخب کر کے دے دی ہے۔ اسے ہم گھروں میں رکھواتے ہیں۔ اسی طرح اور بھی بڑی پیاری پیاری تصویریں حضور کی ہم گھروں میں دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کو ایسی جگہ رکھا جائے جہاں والدین اور واقفین نو کی نگاہ پڑتی رہے۔ خاص طور پر جہاں بچے نے سونا ہوتا ہے اس کے سامنے وہ تصویر ہو اور والدین اٹھتے بیٹھتے اس کو توجہ دلاتے رہیں۔ کہ یہ پیارے حضور ہیں۔ پھر بچے تصویر کو پیار کرتے ہیں۔ کہ میرے پیارے حضور ہیں۔

بعض بچوں کو اتنا شدید پیار ہوتا ہے کہ وہ رو کر پوچھتے ہیں۔ امی ابو! یہ کب آئیں گے۔ آپ ہمیں ان سے کب ملائیں گے۔ جب ہم بچوں کو زیارت مرکز کے لئے لے کر جاتے ہیں تو قصر امامت کے متعلق بتاتے ہیں کہ یہ وہ گھر ہے جہاں ہمارے آقا رہتے تھے۔ آپ دعا کریں کہ یہ واپس آجائیں۔

پھر بیت الذکر میں جا کر بتاتے ہیں کہ یہ محراب ہے جہاں حضور خطبہ دیا کرتے تھے اور نمازیں پڑھایا کرتے تھے۔ یہاں حضور جمعہ پڑھاتے تھے۔ پھر خط لکھتے وقت مائیں بتاتی ہیں کہ یہ خط پیارے آقا کو جا رہا ہے تم بھی اس میں لکھو۔ وہ اس پر لائنیں لگاتا ہے یا کچھ نہ کچھ لکھ دیتا ہے۔ پھول بنا دیتا ہے وغیرہ۔

پھر اس کے بعد حضور کی طرف سے جواب آتا ہے تو وہ بچوں کی زبان میں ترجمہ کر کے بچوں کو سنایا جاتا ہے اسی طرح حضور کے خطبات ہم بچوں کو دکھاتے ہیں۔ جب وہ حضور کو دعا کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو انہیں بتایا جاتا ہے کہ اگر کوئی مشکل ہو تو ہم دعا کرتے ہیں۔ حضور کی دعا اللہ تعالیٰ فوراً سنتا ہے اور ہماری بھی سنتا ہے۔

اسی طرح ہم انہیں بار بار بتلاتے ہیں کہ تمہارا جو کام ہوا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور کی دعاؤں کی برکت کی وجہ سے ہوا ہے۔ آپ جو واقفین نو ہیں یہ حضور کی تحریک کی وجہ سے ہیں۔ یہ جو ہمارے گھر میں برکتیں شروع ہو گئی ہیں یہ حضور کے فیض سے ہوئی ہیں۔

تو ایک نقشہ، ایک تصور آجاتا ہے بچے کے ذہن میں۔ کہ حضور ایک ایسا وجود ہیں جو انتہائی پیار کرنے کے قابل ہیں اور وہ شدید محبت کرتے ہیں۔

واقفین نو کو اہم جماعتی واقعات سے روشناس کروانے کے لئے ہم نے یہ انتظام کیا ہے کہ تقاریر میں بھی ہم ان کو یہ باتیں بتاتے رہتے ہیں اور دوسرے ذرائع سے بھی۔ علاوہ ازیں ہم نے سلائیڈز کا پروگرام رکھا ہوا ہے۔ ہمارے ملک پاکستان اور بیرون پاکستان میں جو جماعت کی بیوت ہیں بڑی بڑی۔ اسی طرح دوسری تاریخی عمارات ہیں یا خاص موقعوں کی تصاویر ہیں۔ وہ ہم دکھاتے ہیں۔ اور بزرگان کی تصاویر ہیں۔ ان میں بچے بہت دلچسپی ظاہر کرتے ہیں حضور کی مسکراتی ہوئی تصاویر اور خاص طور پر جن تصاویر میں حضور نے بچوں کو گود میں اٹھایا ہوا ہے۔ ان کو پیار کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو بچے اس تصویر کو بدلنے نہیں دینا چاہتے اگر بدل دی جائے تو پھر تقاضا کرتے ہیں کہ وہی تصویر دکھائی جائے۔

وکالت وقف نو چاہتی ہے کہ ہر جماعت میں بچوں اور والدین کے ماہانہ اجلاس باقاعدگی سے ہوں جس میں بچہ اس کی ماں اور باپ تینوں شامل ہوا کریں۔

ہم پوری کوشش کر رہے ہیں کہ تمام حلقوں میں ماہانہ اجلاس ہوں۔ لیکن ابھی تک باقاعدگی سے آٹھ حلقوں میں ماہانہ اجلاس ہو رہے ہیں۔ یہ اجلاس حلقہ کا سیکرٹری بلاتا ہے۔ اس میں ہم نہیں جاتے۔ اس میں وہ بڑے دلچسپ پروگرام کرتے ہیں۔ کبھی وہ کلو اجمیعاً کر لیتے ہیں۔ کبھی تربیتی اجلاس ہوتا ہے۔ کبھی والدین مل بیٹھ کر مسائل ڈسکس کرتے ہیں۔ کبھی وہ یہ کرتے

باقی صـ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کس نے کیا کہا
اخبارات کے شکریہ کے ساتھ

ڈان
۱۳۔ مئی ۱۹۹۳ء

دی ڈان کے ۱۳۔ مئی ۱۹۹۳ء کے شمارے میں خطوط کے کالم میں صالح اختر الخبر سعودی عرب سے کہتے ہیں۔

ایک دفعہ پھر پاکستان کی جمہوریت کے خطوط پہ منتخب حکومت کو وہ حادثہ پیش آیا ہے جس کا خدشہ تھا۔

اس بات کا ذکر کئے بغیر کہ غلطی کس کی ہے اور کون درست ہے ایک بات تو ظاہر ہے کہ سیاسی اداروں کا استحکام نہیں ہوا اور انہوں نے معاشرے میں جڑ نہیں پکڑی۔ ہم جانتے ہیں کہ قوم ایک دفعہ پھر انتخابات کے عمل میں سے گذرے گی جس سے ہمارے کم ہوتے جانے والے وسائل میں سے روپیہ خرچ ہوگا۔ اگر ہم اپنی تاریخ کا مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ ابھی ہم نے اپنی پختہ کاری کا اظہار نہیں کیا اور کسی سطح پر بھی ہم اپنی قومی زندگی میں ایسا نہیں کر سکے۔ یقیناً تمام باشعور شہری اس بات سے اتفاق کریں گے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری قومی صحت کو امراض مزمنہ لاحق ہیں۔

ان واقعات کا بار بار وقوع پذیر ہونا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ —— اور قومی دانشوروں کو چاہیئے کہ ہم سب سر جوڑ کر بیٹھیں اور اس مسئلے کا کوئی حل سوچیں۔ یہ بات تو ظاہر و باہر ہے کہ یہ کثیر الجہت مسئلہ خاصا گھمبیر ہے اور ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنی اس اہلیت کا مظاہرہ کریں اور دور اندیشی کا کہ اس برے چکر سے کامیابی کے ساتھ باہر آجائیں۔ اور درج ذیل سوالات یا مسائل کا حل تلاش کریں۔

کیا یہ سب کچھ یہ بات ثابت کرتا ہے کہ عمومی رنگ میں ہمارے لوگ بنیادی طور پر یہ اہلیت نہیں رکھتے کہ وہ اپنے ایسے نمائندوں کو چنیں جو مفوضہ کام کو بہتر طریق پر کر سکیں اور ایسی دیانتداری دکھائیں جس کی امید کی جا سکتی ہے۔

کیا یہ ایک حقیقت ہے کہ ہماری سیاست چند لوگوں کے گرد گھومتی ہے جو بار بار ناکام رہے ہیں لیکن اس کے باوجود وہی اقتدار حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ عوام الناس کے خیالات کو اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں۔ اور قومی مفاد کی بجائے اپنے مفادات کے لئے کام کرتے ہیں۔

کیا ہم اس کردار سے محروم ہیں جو یہ تقاضا کرتا ہے کہ ہم میں صبر اور بردباری ہو تا کہ ہم اکٹھے رہ سکیں۔ اور ایک دوسرے کے خیالات کو برداشت کر سکیں بجائے اس کے کہ ایکدوسرے کو اینٹی پاکستان، اینٹی اسلام اور بددیانت وغیرہ کہنا شروع کر دیں۔

ہمارے ہاں غیر معمولی طور پر سیاسی پارٹیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ جن میں سے اکثر ایسی ہیں کہ وہ اپنے شہر میں بھی اکثریت کا دعویٰ نہیں کر سکتیں۔

کیا اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہم عام طور پر اپنے انفرادی مفادات اور اپنے خیالات کو ترجیح دیتے ہیں اور اپنے شو دکھا کر اپنے خیالات کی تسکین کا باعث بنتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ ہم دوسروں کے ساتھ مل کر کام کریں اور جو پارٹیاں موجود ہوں ان کو مضبوط تر بنانے کی کوشش کریں خاص طور پہ ایسی پارٹیاں جو ہمارے خیالات اور ہمارے عقائد کے قریب تر ہوں۔

ہم یہ کیوں نہیں مان سکتے کہ ہمارے ملک میں ہر شخص ایک ہی جیسا محب وطن ہے۔ ہماری قوم نے بارہا یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ جب اس کا قیام خطرے میں پڑتا ہے تو ہم بیرونی طاقتوں کے سامنے ڈٹ سکتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے اندر کردار کے وہ عناصر موجود ہیں جن سے بڑے مفادات کے لئے اختلافات سے گریز کیا جا سکتا ہے۔ ان ساری باتوں کے بعد جو سوال باقی رہ جاتا ہے وہ یہ ہے کہ ہم کس طرح تمام باتوں کو صحیح خطوط پہ چلائیں۔ تاکہ ہم زندگی کا راستہ ہموار کر سکیں۔

کیا یہ بات درست نہیں ہے کہ دنیا میں کئی ایسی قومیں ہیں جنہوں نے عین اسی وقت آزادی حاصل کی جب پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔ لیکن اس کے باوجود آبادی کے کسی قدر کم یا زیادہ ہونے۔ خطے کے رقبے کے کم یا زیادہ ہونے اور وسائل کے کم یا زیادہ ہونے سے —— انہوں نے اپنے آپ کو خاصا باعزت طور پہ مستحکم کر لیا ہے۔ ہم ایسا کیوں نہیں کر سکتے۔

ہمارے بزرگوں نے ہمارے لئے ایک بہت شاندار کام کیا اور وہ تھا حصول آزادی۔ لیکن بعض وجوہات کی بناء پہ ہم مکمل طور پر اس مشعل کو آگے بڑھانے میں ناکام ہو گئے ہیں۔ کیا ہم اسی کام کو جو ہمارے بزرگوں کے ہاتھوں سے مکمل نہیں ہوا تھا اسے مکمل کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے۔

کیا یہ بات درست نہیں ہے کہ ہم نے تعلیم کو ترجیح نہیں دی یعنی وہ ترجیح جو ہمارے ذہنی معیار کو بلند کرنے کے لئے اور ہمیں آگاہی عطا کرنے کے لئے ضروری تھی۔ وہ نہیں دی۔ ہم نے ایک ایسی کوشش کا نتیجہ پہلے دیکھا ہوا ہے اور یہ کوشش ایک فرد واحد نے کی تھی جن کا نام سید احمد خان تھا جن کے پاس وسائل بھی بہت کم تھے۔ ان کی اس کوشش نے تاریخ کا دھارا بدل دیا۔ آپ سوچیں تو سہی اگر ہم بھی ویسا ہی عمل کریں جیسا انہوں نے کیا تھا جبکہ ہمارے پاس وسائل ان سے بہت زیادہ ہیں تو کتنے اچھے نتائج حاصل ہوں گے۔

آئیے ہم اپنی قوتوں کو ایک دوسرے کے خلاف الزام لگانے میں یا بیرونی طاقتوں کو معتوب کرنے میں ضائع نہ کریں۔ بیرونی طاقتیں صرف اسی وقت کامیاب ہوتی ہیں جب ہم اندرونی

باقی ص ۸ پر

Political turmoil

AGAIN a democractically elected government of Pakistan has met with disastrous consequence which was obvious to those who were following the events of the last couple of months.

Without going into the details of who was right or wrong, one thing is evident that the stability of political institutions has not taken root in our society. We know that the nation will go to polls once again at the cost of dwindling national resources. A quick glance at our history reveals that as a nation we have yet to demonstrate maturity at all levels in our national life. Certainly all conscious citizens would agree that this indicates a chronic disorder of our national health

The repetition of these events demands from everybody and national intelligentsia that we should put our heads together and come up with an imaginative solution of this problem. Obviously this is a complex multi-dimensional problem yet we should show capability and vision to emerge successfull out of this vicious circle and find solutions of the following questions/problems:

Does it prove that our people in general do not have the basic ability to elect their representatives who have the ability to run the show efficiently and honestly as per their aspirations?

Is it a fact our politics revolve around a few persons who have repeatedly failed to deliver the goods but they are still in a commanding position to manipulate the public opinion in their interest rather for the national cause?

Do we lack the character which demands patience and tolerance to live together and appreciate the views and opinions of others instead of labelling each other as anti-Pakistan, anti Islam, dishonest etc.?

We have an extraordinarily high number of political parties, most of which do not have enough followers to claim popularity even in a single town. Does it show that we are generally involved into our invidual interests or thoughts and run individual shows to satisfy our fantasies instead of joining and strengthening any existing political party which is close to our thought and belief?

Why we can't believe that everyone in our country is equally patriotic. Our nation has proved it several times when it comes to safeguard the existence of our beloved country against external threats. We have thus the basic ingredient of character in resolving differences for a higher cause. The only question then remains, how to channelise it in the right direction to make it a way of life.

Isn't it true that there are several nations in the world gaining independence around the same period we achieved it and yet with more or less same proportion of population, area and resources they have managed to live honourably within a stable framework? So why can't we?

Does this instability and interregnums not annihilate results that we achieve, thus hampering our steady national growth?

Our elder generation did a superb job of achieving independence but, for some reasons, we have totally failed to carry the flame. Don't we have the capability to complete the unfinished task of our elders?

Is it not true that we have given no priority to education which it deserves to raise the intellectual level and awareness among the people. We have seen the result of one such effort made by an individual named Syed Ahmed Khan, with meagre resources, which changed history. Just imagine what impact it will have, if we do the same thing with our far greater resources today.

Let us not waste our energy in blaming each other or external elements. External forces succeed only when we are weak internally. Let us accept the facts bravely and take positive steps.

SALEH AKHTAR
Al-Khobar, Saudi Arabia

DAWN THURSDAY, MAY 13, 1993

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اظہر محمود ناصر

مکان کی تعمیر

مکرم و محترم ایڈیٹر صاحب "الفضل" ربوہ۔

آمید ہے بخیریت ہوں گے۔

۲۸ اپریل کے الفضل میں اپنا مضمون "سول انجینئرنگ پیشہ وارانہ تعلیم" دیکھ کر خوشی کی انتہا نہ رہی۔

۱۹۹۰ء میں اپنا پہلا مضمون آپ کو ارسال کیا تھا اور آپ نے کمال شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے اپنے روزنامہ میں جگہ دی تھی یہ خاکسار کا پانچواں مضمون ہے جو الفضل میں شائع ہوا ہے۔ خاکسار کے اندر اس جذبہ کو نمایاں کرنے میں آپ کی حوصلہ افزائی کا خاصا ہاتھ ہے جس کا خاکسار شکریہ ادا کرتا ہے۔

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے سول انجینئرنگ کی GRADUATION تک تعلیم مکمل ہو گئی ہے۔ چند اور موضوعات ذہن میں ہیں۔ امید ہے آئندہ بھی خاکسار کی تحریر کو الفضل میں جگہ دیں گے۔

فی الوقت "مکان کی تعمیر" پر ایک مضمون ارسال ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور مضمون "پینے والا پانی" کے عنوان سے زیر غور ہے۔ امید ہے مناسب موقع پر مناسب جگہ مل جائے گی۔ درخواست دعا۔

مکان کی تعمیر

HOME یعنی گھر اس ماحول کو کہتے ہیں جس میں افرادِ خانہ خوش و خرم وقت گزارتے ہیں جبکہ HOUSE یعنی مکان اس چار دیواری کو کہتے ہیں جس میں اہل خانہ اپنے شب و روز بسر کرتے ہیں۔ انسانی فطرت میں گھر اور مکان دونوں کی خواہش ازل سے موجود ہے۔ گھر کی تعمیر میں افرادِ خانہ کی سوچ اور ان کے آپس میں معاملات کلیدی کردار ادا کرتے ہیں جبکہ مکان کی تعمیر میں آرکیٹیکٹ اور انجنیئر کے تخلیقی خیالات پایہ تکمیل تک پہنچتے ہیں۔

مکان کی تعمیر میں چند ضروری لوازمات کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے اسے کلیتہً آرکیٹیکٹ، انجنیئر یا مستری کے حوالے کر دینا اپنے ساتھ ظلم ہے۔ کیونکہ ایک دفعہ بنایا ہوا مکان ۴۰، ۵۰ سال تک استعمال میں رہتا ہے۔ اس لئے اپنے خیالات کو یکجا کر کے آرکیٹیکٹ کے سامنے حاضر ہو جائیں۔ پلاٹ کا سائز اسے دیں اور پھر اس کے تخلیقی ذہن کا امتحان لیں۔ وہ آپ کو چند نمونے بنا کر دے گا جس میں سے کسی ایک کے چناؤ کے بعد مکان کی تعمیر انجنیئر کے حوالے کر دیجئے۔ انجنیئر خود تو اوزار پکڑ کر آپ کے مکان کی تعمیر نہیں کرے گا۔ لیکن وقتاً فوقتاً آپ کو ایسے مشوروں سے نوازتا رہے گا جو کہ مضبوطی پائیداری اور بچت میں ممد و معاون ثابت ہوں۔

۱۔ حد بندی

سب سے پہلا کام پلاٹ کی صفائی اور حد بندی ہوتا ہے۔ پلاٹ پر اگر کوڑا کرکٹ ہے تو اسے فوری طور پر وہاں سے ہٹا دیں کیونکہ اگر یہ بنیاد کا حصّہ بن گیا تو تعمیر کے بعد فرش کسی بھی وقت بیٹھ سکتا ہے۔ حد بندی کے بعد بنیادوں کی کھدائی کا کام شروع ہو جاتا ہے۔ جس کے لئے نقشہ دیکھ کر پہلے پلاٹ پر لائنیں لگائی جاتی ہیں اور اس کے مطابق پھر کھدائی کا کام شروع ہوتا ہے۔

۲۔ بنیاد

جہاں مٹی ریتلی نہ ہو۔ پانی کی سطح زمین سے خاصی نیچے ہو وہاں اڑھائی فٹ یعنی ۳۰ انچ چوڑی بنیاد کافی ہے جبکہ زمین سے اس کی گہرائی دو فٹ مناسب ہے۔ بنیاد کے اوپر DAMP PROOF COURSE لازماً ڈالیں تاکہ مٹی میں موجود پانی اوپر والے حصّہ کو نمدار نہ کرے۔ ڈیمپ پر تارکول اور پولیتھین پانی اوپر چڑھنے کے عمل کو روکنے میں مزید تقویت دیتے ہیں۔

۳۔ چنائی

ڈیمپ تک سارے پلاٹ کو مٹی سے بھرنے کے بعد دیواروں کی چنائی کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ اس موقع پر دیواروں کھڑکیوں اور روشندانوں کی چوکھاٹ کا موجود ہونا لازمی امر ہے۔

۴۔ چھت

چھت کی سلیب (SLAB) کے لئے تیاری کے عمل کو SHUTTERING کہا جاتا ہے۔ اس پر سریا باندھا جاتا ہے پھر وائرنگ (WIRING) کے لئے پلاسٹک کے پائپ بچھائے جاتے ہیں۔ پرنالے کے مقام کا تعین کر کے پائپ لگایا جاتا ہے۔ سریا باندھنے کے بعد جال کو تقریباً ایک انچ اوپر اٹھایا جاتا ہے اس سے سریے پر کنکریٹ کی تہہ آجانے سے سریا زنگ آلود ہونے سے بچ جاتا ہے۔ زنگ آلود سریا عمارت کی عمر کو گھٹا دیتا ہے۔ SLAB کی موٹائی عموماً ساڑھے چار انچ ہوتی ہے۔ ۲۴ گھنٹے کے بعد اس پر پانی کا چھڑکاؤ لازمی ہے۔ پانی چھڑکنے کا عمل کم از کم ۱۲ سے ۱۴ روز تک جاری رہنا چاہیئے۔ ورنہ چھت کے کمزور رہ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

تقریباً ۱۴ روز بعد SHUTTERING اتار کر نیچے سے SLAB کا معائنہ کیا جاتا ہے۔ اگر کہیں نقص ہو تو اس کا فوری علاج کیا جاتا ہے۔

چھت پر تارکول لگا کر پولیتھین بچھا کر مٹی کی ۶ انچ تہہ ڈالی جاتی ہے بارش کے پانی کے نکاس کے لئے ڈھال بنائی جاتی ہے۔ اگر مکان دو منزلہ ہو تو سیمنٹ یا چپس کا فرش ورنہ ٹائل کا فرش لگایا جاتا ہے۔ بیرونی دیواروں کے اوپر PARDAH WALL لازمی ہے چنانچہ پرنالہ کے لئے ٹھکرا اور پردہ وال کا کام مکمل ہو جانے کے بعد نچلے حصّہ کی طرف توجہ کی جاتی ہے۔

۵۔ نکاسی اور فراہمی آب

دیواروں پر پلستر کروانے سے پہلے ابتدائی پلمبنگ اور الیکٹریفیکیشن لازمی ہے۔ فرش ڈالنے سے پہلے بھی نکاسی اور فراہمی آب کیلئے پائپ بچھائے جاتے ہیں۔ مناسب مقامات پر مین ہول اور غسلخانہ، لیٹرین، باورچی خانہ خاص توجہ کے مستحق ہوتے ہیں۔

۶۔ فرش

فرش چپس کا بھی ہو سکتا ہے اور کنکریٹ کا بھی۔ خاص بات جس کا خیال رکھنا لازمی ہے وہ مٹی اور روڑی کی کٹائی کا ہے۔ روڑی ڈالنے کے بعد سب سے اوپر والی تہہ اپنی پسند اور مرضی کے مطابق ڈیزائن دار بنوائی جا سکتی ہے۔

متفرقات

CIVIL WORK کا بیشتر کام مکمل ہو جاتے کے بعد سینیٹری، پلمبنگ۔ الیکٹریفیکیشن اور وڈ ورک کا آغاز ہوتا ہے۔ سب سے آخر میں پینٹ اور وارنش کا مرحلہ آتا ہے اس کے بعد مکان کی تکمیل کی دعا کے لئے عزیز و اقارب کو مدعو کر سکتے ہیں۔

بقیہ: صفحہ ۴

ہیں کہ حضور کے جو ارشادات واقفین نو کے متعلق ہوتے ہیں اوپر ہم نے اکٹھے کر دیے ہیں اس کو سمپوزیم کے طور پر کرتے ہیں۔

جو ہمارے سہ ماہی رپورٹ فارم ہیں ماں کا فارم بالکل علیحدہ ہے باپ کا بالکل علیحدہ ہے۔ بچے کو ہم علیحدہ چیک کرتے ہیں۔ چنانچہ تین سال سے اوپر جتنے بچے ہیں ان سب سے میں یا مرد نمائندہ یا خاتون نمائندہ سب بچوں کو لائن میں کھڑا کر کے سوال و جواب کرتے ہیں۔ اسی طرح ہر اجلاس کے بعد سوال و جواب کا موقعہ دیا جاتا ہے جس میں مائیں اپنے سوال کرتی ہیں۔ باپ اپنے سوال کرتے ہیں۔ بعض دفعہ بڑی جرأت سے مائیں کہہ دیتی ہیں یہ میرے خاوند آپ کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں یہ میرے ساتھ تعاون نہیں کرتے وقف نو کے سلسلے میں۔ اسی طرح باپ بعض دفعہ بڑی جرأت سے کہہ دیتے ہیں میری بیگم اندر بیٹھی ہوئی ہیں ان سے پوچھئے یہ بعض معاملات میں میرے ساتھ تعاون نہیں کرتیں۔ اسی طرح رپورٹ فارم میں مائیں بھی لکھتی ہیں۔ باپ بھی لکھتے ہیں کہ یہ یہ کمزوریاں ہم میں پائی جاتی ہیں۔ اس سے پورے ضلع کی تصویر سامنے آ جاتی ہے۔

میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں۔ میں ایک حلقے میں گیا۔ وقف نو کا سہ ماہی اجلاس تھا۔ ایک شخص نے عام آداب کے خلاف ایک بچہ میرے آگے پیش کر دیا کہ اس کو جلدی فارغ کر دیں۔ میں نے کہا کیوں جلدی کر رہے ہیں۔ آپ لائن میں آئیں۔ ترتیب سے بچے کو لائیں۔ تب میں اس کا ٹیسٹ لوں گا۔ کہنے لگا نہیں جی مجھے جلدی ہے۔

اس پر مجھے سیکرٹری صاحب حلقہ نے کہا کہ اصل معاملہ یہ ہے کہ یہ اس کا بچہ نہیں ہے۔ اس بچے کے والد ڈیڑھ مہینہ ہو گیا ہے کہ فوت ہو گئے ہیں۔ اس کی ماں عدت میں بیٹھی ہوئی ہے اس نے مجھے یہ پیغام دیا ہے کہ ٹھیک ہے اس کے باپ کو خدا نے بلا لیا ہے لیکن والد کی محرومی کے بعد یہ تو نہیں ہو سکتا کہ بعد میں میں بچے کو وقف نو کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروگرام سے محروم کر دوں اس نے ہمسائے کو بلایا ہے کہ شریعت مجھے روکتی ہے۔ باپ ہے نہیں تم اسے وقفِ نو کے اجلاس میں لے جاؤ۔ ہمسائے کو وقفِ نو کا کچھ پتہ نہیں وہ رکشے میں بٹھا کر بچے کو لایا ہے اور وہ اجلاس میں اس کو آپ سے ملا کر جلد واپس لے جانا چاہتا ہے۔ والدین میں یہ جذبہ ہے۔ ایک اور حلقے میں بھی ایسا ہی ہوا مائیں عدت میں بیٹھی ہوتی ہیں اور انہوں نے بچوں کو محروم نہیں کیا۔

برکتیں بے شمار ہیں ان کو سمیٹ لیں آپ خوش نصیب ہیں۔ خدا کی رحمت کا تاج اپنے سروں پر اور بچوں کے سروں پر سجا دیں۔

بقیہ صفحہ ۳

کروانا پڑتا ہے۔ اسلئے انہوں نے کہا کہ ایک دفعہ علاج شروع کر کے اسے آخیر تک پہنچانا چاہیئے۔ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ علاج لمبا بھی ہو سکتا ہے لیکن اگر درمیان میں چھوڑ دیا جائے تو بار بار اسی شدت کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کا پہلی دفعہ علاج کرواتے وقت سامنا کرنا پڑا تھا۔ اور جیسا کہ آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے بیماری کا بار بار واپس آنا نہ صرف تکلیف دہ ہے بلکہ بیماری کو زیادہ پیچیدہ اور گھمبیر بنا دیتا ہے۔ پس ٹی بی کے مریضوں سے گذارش ہے کہ وہ علاج کروائیں تو جب تک علاج مکمل نہ ہو جائے اسے ہرگز نہ چھوڑیں۔

بقیہ صفحہ ۵

طور پر کمزور ہوں گے۔ آئیے ہمیں حقائق کو بہادری کے ساتھ مان لینا چاہیئے اور ہمیں اس سلسلے میں مثبت اقدام کرنے چاہئیں۔

ڈان

۱۰ مئی ۱۹۹۳ء

روزنامہ ڈان کے ۱۰ مئی ۹۳ء کے شمارے میں خطوط کے کالم میں مسعود اے بھٹی کراچی سے لکھتے ہیں:

اس میں کیا شک ہے کہ یہ بات ہم سب کے لئے باعث شرم ہے کہ ہم نے ڈاکٹر سلام سے جو سلوک کیا ہے وہ ناروا ہے۔ ڈاکٹر عبدالسلام پاکستان اور اسلامی دنیا کی سائنس میں واحد نوبل انعام یافتہ شخصیت ہیں۔ مسٹر اردشیر کاؤس جی کے مضمون نے (ڈان ۳۰ اپریل) میں نہایت تکلیف دہ کیفیت کو اجاگر کیا ہے۔ اس کیفیت کا تعلق مذہبی تعصب سے ہے اور صرف اور صرف انتہا پسندی ہے جس نے ہمارے لوگوں کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی ہے اور وہ ایک نہایت عظیم الشان اور ذہین دماغ کے مالک سے ناروا سلوک کر رہے ہیں۔ یہ شخصیت سب سے زیادہ ذہین شخصیت ہے جو ہمارے ملک میں پیدا ہوئی ہے۔

ہمارے صاحبِ اقتدار، سیاست دان اور نام نہاد دانشور اور عوام الناس میں سے تمام لوگوں کو بار بار یہ بات یاد دلانے کی ضرورت ہے کہ ناشکر گزار قومیں (جیسی کہ ہماری قوم ہے) جو اپنے ہیروز کی پوری طرح عزت نہیں کرتیں ان کی تقدیر میں یہی لکھا ہوتا ہے کہ وہ ختم ہو جائیں۔ تاریخ ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ جہاں مذہبی تعصب اور سیاسی مفادات نے قوموں کو ایک دانشوری کے دیوالیہ پن میں دھکیل دیا ہے۔ اور کسی بھی انسانی معاشرے کو معدوم کر دینے کے لئے منافقت ایک ایسا نسخہ ہے جو آہستہ آہستہ اپنا اثر دکھاتا ہے۔

یہ بات یقیناً حوصلہ افزا ہے کہ موجودہ ناپسندیدہ حالات میں انگریزی زبان کے پریس نے اس کام کو جو بہت دیر سے رکا ہوا تھا۔ اپنے ہاتھ میں لیا ہے اور قوم کو جھنجھوڑنا شروع کیا ہے تاکہ وہ اس شرمناک بے دلی اور ناشکر گزاری سے باہر آجائیں۔ یہ بے دلی اور ناشکر گذاری ایک ایسے شخص کے لئے ہے جو اس ملک کا سب سے عظیم سپوت ہے۔ اس قسم کے عظیم لوگ جیسا کہ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب ہیں بہت کم پیدا ہوتے ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ وقت گذر جانے سے پہلے پہلے ان کو ان کا پورا اعزاز دیا جائے اور ان کو ان کے صحیح مقام پر رکھا جائے۔ جسکے وہ حقیقی طور پر مستحق ہیں۔

(یہ خط کراچی سے لکھا گیا)

الفضل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

اطلاعات و اعلانات

اعلانِ نکاح

○ محترمہ ریحانہ غفار صاحبہ بنت مکرم عبدالغفار صاحب کا نکاح مکرم ناصر احمد صاحب ابن مکرم محمد اکرم صاحب آف اسلام آباد کے ہمراہ مبلغ پچیس ہزار روپے حق مہر پر مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان و ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد نے مورخہ ۷ مئی ۹۳ء کو محلہ دارالرحمت شرقی میں پڑھایا۔ محترمہ ریحانہ غفار صاحبہ مکرم خواجہ عبدالعزیز صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ گرمولہ ورکاں کی نواسی ہیں۔

احباب اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کریں۔

درخواست دعا

○ مکرم برکت اللہ گوریہ گیج معلم اصلاح وارشاد مسن باڑہ ضلع لاڑکانہ سندھ کے بچگان کالی کھانسی میں مبتلا ہیں۔

○ مکرم قریشی محمود احمد طاہر صاحب محلہ دارالعلوم جنوبی ربوہ کی بیٹی بشریٰ نسرین فیصل آباد کے ایک ہسپتال میں زیر علاج ہے۔

احباب ان کی کامل شفایابی کے لئے دعا کریں۔

زعماء کرام۔ کیا آپ نے سال ۱۹۹۳ء کی تجنید مرکز میں ارسال کر دی ہے۔

قائد تجنید مجلس انصاراللہ پاکستان

ایکسپورٹ کوالٹی کے ڈش انٹینا

اب اور جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ تیار کئے جاتے ہیں۔ جو ہر طرح کے موسمی اثرات کو برداشت کرنے کے ساتھ ساتھ مضبوط ترین بھی ہیں۔ گارنٹی ایک سال

اعلیٰ کوالٹی ریموٹ کنٹرول ریسیور بمعہ L.N.B اصل گارڈنر U.S.A

پاکستان میں ہر جگہ مکمل فٹنگ اور انسٹالیشن

ڈش ماسٹر اقصیٰ روڈ۔ ربوہ فون دکان ۷۷ ۸۳۱ فون رہائش ۴۸۷

Al-Furqan Motors (PVT) LIMITED

FOR GENUINE TOYOTA PARTS

47, TIBET CENTRE M.A. JINNAH ROAD KARACHI TELE: 7724606-7-9

AL-FURQAN MOTORS (PVT) LTD.

TOYOTA - DAIHATSU

ٹویوٹا گاڑیوں کے ہر قسم کے اصلی پرزہ جات درج ذیل پتہ پر حاصل کریں

الفرقان موٹرز

۴۷۔ تبت سنٹر۔ ایم اے جناح روڈ۔ کراچی ۳

فون نمبر ۷۷۲۴۶۰۶

۷۷۲۴۶۰۷-۷۷۲۴۶۰۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ: ۲۶۔ مئی۔ گذشتہ آدھی رات کے وقت اندھیری آئی اور معمولی سی بارش ہوئی جس سے موسم کی شدت میں تھوڑی سی کمی ہوئی۔

○ رات ۲ بجے سے بجلی بند ہے۔

○ سپریم کورٹ میں وزیراعظم کے وکیل مسٹر ایس ایم ظفر نے اپنے دلائل دیتے ہوئے کہا کہ عدالتوں پر غلط قانون کا احترام بھی لازم ہے۔ انہوں نے کہا کہ بہتر ہے ہم اپنے آئین کو جیسے وہ نافذ ہے اسی طرح پڑھیں نگران وزیراعظم کے وکیل کے دلائل کے بعد بلوچستان اور سندھ کے ایڈووکیٹ جنرلز نے بھی اپنے مختصر دلائل دیئے خیال ہے کہ سماعت مکمل ہونے کے بعد اسی ہفتے کسی وقت فیصلہ سنایا جا سکتا ہے۔

○ سپریم کورٹ میں فاضل چیف جسٹس نے آبزرویشن دیتے ہوئے کہا کہ اپوزیشن کا اسمبلی توڑنے کا مطالبہ ماننے سے کوئی اسمبلی زیادہ دیر تک نہیں چل سکتی۔ دو جج صاحبان نے آبزرویشن دی کہ ۸ویں ترمیم مارشل لاء کے خلاف سیفٹی والو ہے۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ میری اور جونیجو کی حکومتیں بحال نہیں ہوئیں تو نواز شریف حکومت کی بحالی کا بھی کوئی جواز نہیں انہوں نے کہا کہ مجھے سو فیصد یقین ہے کہ نواز حکومت بحال نہیں ہوگی۔

○ محترمہ بے نظیر نے منگل کی شب اسلام آباد میں نگران وزیراعظم کی طرف سے دیئے گئے عشائیہ میں شرکت سے معذرت کرلی۔

○ وفاقی وزیر مسٹر آصف علی زرداری نے کہا ہے کہ اگر صوبائی اسمبلیاں نہ ٹوٹیں تو ۲۸۔ مئی کو حکومت میں ہمارا آخری دن ہوگا۔

○ مسلم لیگ اور اس کی حلیف جماعتوں کے اجلاس میں آئندہ سیاسی حکمت عملی طے کر لی گئی ہے۔ سابق اراکین قومی اسمبلی سے رابطوں کی رپورٹیں پیش کی گئیں میاں نواز شریف نے اپنے ساتھیوں کی کامیابیوں پر اظہار مسرت کیا۔

○ عرب نیوز نے کہا ہے کہ سپریم کورٹ خواہ کچھ بیان دے سیاسی بحران ختم ہوتا نظر نہیں آتا۔

○ نگران وزیراعظم کی صدارت میں ہونے والے ایک اجلاس میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ اسلام آباد لاہور موٹروے اور صوبوں میں شاہراہوں کے منصوبے جاری رہیں گے۔

○ پنجاب اور سندھ میں شدید گرمی کی لہر سے لوگ بلبلا اٹھے ہیں۔ والدین نے سکولوں میں جلد چھٹیاں کرنے کا مطالبہ کر دیا۔

○ جیوٹ ملز جڑانوالہ میں سکیورٹی نے مزدوروں پر فائر کر دیا۔ جس سے ایک محنت کش ہلاک ہوگیا مزدوروں نے ملز مینیجر کا دفتر تہس نہس کر دیا۔ مینیجر کو بھی زخمی کر دیا۔ جڑانوالا کے تمام تاجروں نے ہڑتال کر دی۔ انیس مزدور ہنگامے میں زخمی ہوگئے۔

○ وزیراعلیٰ پنجاب مسٹر منظور احمد وٹو نے کہا ہے کہ جرائم کا مکمل خاتمہ اور شہریوں کو جان و مال کا تحفظ فراہم کریں گے

○ باوثوق ذرائع کے مطابق مسلم لیگ نواز گروپ کے ۳۰ اراکین اسمبلی نے اپنے ساتھیوں سمیت نواز شریف سے بغاوت کر دی ہے۔ اگر اسمبلی بحال ہو گئی تو یہ گروپ نواز شریف کی بجائے کسی اور کی حمایت کرے گا۔ خیال ہے کہ اس صورت میں بلخ شیر مزاری لیڈر آف دی ہاؤس ہوں گے۔ یہ بھی خبر دی گئی ہے کہ نواز لیگ کے دو سینیٹروں اور ۲ سابق اراکین قومی اسمبلی نے بینظیر سے رابطہ کر لیا ہے۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کراچی میں صنعتکاروں اور تاجروں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں اسلام کو ملائیت کے نرغے سے آزاد کرانا چاہتی ہوں۔ اکیسویں صدی میں پاکستان کو ترقی یافتہ ملک کے طور پر لے جانا چاہتی ہوں۔

○ پنجاب حکومت نے یکم سے ۳ جون تک عید کی چھٹیوں کا اعلان کیا ہے۔

○ کنٹرول لائن پر بھارتی فوج کی شدید گولہ باری سے ایک شخص ہلاک۔ قصبہ دھروتی پر گولہ باری سارا دن جاری رہی سرحدی دیہات سے سو خاندان نقل مکانی پر مجبور ہو گئے۔

○ بی بی سی نے اسلامک فرنٹ کے قیام پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ فوج کے ریٹائرڈ جرنیلوں اور دائیں بازو کے بعض سیاست دانوں نے جماعت اسلامی کے ساتھ مل کر وسیع پیمانے پر جو محاذ قائم کیا ہے اس کو امریکہ مخالف محاذ قرار دیا جا سکتا ہے۔

○ بنگلہ دیش میں حکمران نیشنلسٹ پارٹی اور عوامی لیگ کے حامیوں میں مسلح تصادم ہوگیا۔ جس کے نتیجہ میں اپوزیشن سے تعلق رکھنے والا ایک طالب علم رہنما ہلاک اور کم از کم چالیس افراد زخمی ہو گئے۔

○ اسلام آباد میں ڈاکٹروں نے زمبیا کے دو باشندوں کے پیٹ سے ہیروئن بھرے ۹۷ کیپسول برآمد کر لئے اس طرح دو کلو ہیروئن سمگل کرنے کی کوشش ناکام بنا دی گئی۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

گھر بیٹھے دنیا کی نشریات سے لطف اندوز ہوں
ہر قسم ڈش اینٹینا
خریدنے کیلئے
قیمت ۔/۱۳۵۰۰ ڈش ۱۲ مع مکمل فٹنگ
نیو محمود ٹیلیویژن
۲۱۔ ہال روڈ۔ لاہور
فون:۔ ۳۵۵۴۲۲ - ۷۲۲۶۵۰۸

خواتین کیلئے خوشخبری
عید کے موقع پر خواتین کے لان۔ آرگنڈی کاٹن اور بچوں کے ملبوسات پر مورخہ یکم جون ۱۹۹۳ء تک ۱۰ فیصد خصوصی رعائت۔
ھبّہ بوتیک
بالمقابل یوٹیلٹی سٹور۔ ریلوے روڈ۔ ربوہ

بے اولاد
مردوں کیلئے کورس
SPERMATOZOA COURSE RS200/-
عورتوں کیلئے کورس
بانجھپن کورس STERILITY COURSE RS 100/-
اٹھرا کورس ATHRA COURSE RS100/-
تفصیلی لٹریچر مفت
کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر رجسٹرڈ ہومیو) کمپنی
ریلوے روڈ۔ ربوہ
فون:۔ ۶۰۶ - ۷۷۱

ہر سائز، ہر قسم فریج، ڈیپ فریزر، ٹی وی، واشنگ مشین بازار سے بارعایت خریدنے کے لئے
عثمان الیکٹرونکس
۱۔ لنک میکلوڈ روڈ۔ لاہور پر تشریف لائیں۔
فون نیا: ۷۲۲۳۲۰۴ ، ۷۲۲۳۱۶۸۰ ، ۷۲۳۱۶۸۱
فون پرانا: ~~۲۲۳۲۰ ، ۲۲۳۱۶۸۰ ، ۲۳۱۶۸۱~~

ضرورت ہے
ایک اکاؤنٹنٹ تعلیم بی کام۔ تجربہ کم از کم پانچ سال ہو۔ اور اگر ٹیکسٹائل سے متعلقہ تجربہ ہو تو ترجیح دی جائے گی۔ معقول تنخواہ بمعہ مراعات دی جائے گی۔ تحریری رابطہ مندرجہ ذیل ایڈریس پر کریں۔
ٹرانس ویو کارپوریشن
۴۔ کوئنز روڈ۔ رحمان پلازہ سیکنڈ فلور۔ لاہور

پتہ